

مہینہ ۸۳۵
جسبر ڈویل

تاریخ کا پتہ
انفصافا بیان

زبان جسبر ڈویل نمبر ۸۳۵

لاہور
Fairlane
انٹرنیشنل پبلسیشنز
۱۰۰

THE ALFAZL QADIAN

انفصافا

غلام نبی

فی پریچہ ار
قادیان



۱۹۲۶ء
مہینہ ۳۱
۱۹۲۶ء
۲۸
۱۳۲۵
۱۹۲۶

احباب احمدیہ

تاریخ

فہرست مضامین

کراچی میں ایک پیکر
اور لندن سے تین ہنرات اعلیٰ لیکچر "بیسویں صدی کا مذہب"
عالمگیر مذہب اور مغربی افریقہ میں اسلام پر دیئے گئے آخری لیکچر
سیکس لیکچر کے قریب دیا۔ لیکچر بہت دلچسپی سے سنے گئے مولوی
مصابح موصوف ۲۳ مئی سرورستان چھانڈ کے ذریعہ جمع کئے گئے روانہ
ہو گئے۔ (عید العید انڈیا کراچی)

یہ سب اس رشتہ اخوت کے جو حضرت اقدس
سیدنا حاج موصوف علیہ السلام کی پاک
جماعت میں ہوتے کی وجہ سے ہے۔ یہ عاجز صحیح اجاب
سے درخواست کرتا ہے۔ کہ اللہ اس عاجز کی دینی و دنیوی نعمتوں
کے لئے بڑا مخصوص دامن ہونے کے مستقل لیکچر ہونے کے لئے
بارگاہ اہندی میں درجہ اول سے دعائیں فرما کر عند اللہ موجود
عند الناس شکر ہوں۔ (لاہور اسلام) (اگلی نیا لیکچر پریس کراچی)

حضرت فلیفہ امیر نانی ایڈیٹڈ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے
فضل و کرم سے اچھی ہے۔ حضور نے ۲۷ مئی خطبہ جمعہ میں لاہور کے
انگریزی اخبار ہندو ہیرالڈ کے ایک مضمون کا جواب ارشاد فرمایا
جس میں اخبار مذکور نے لکھا تھا۔ کہ مسلمانوں کو سوٹا رکھنے
تبلیغ اسلام کرنے اور ہندوؤں سے چھوٹ چھات کرنے
کی تعلیم دینا ملک میں بد امنی پیدا کرتا ہے۔ ان تینوں باتوں
کے متعلق حضور نے مفصل تقریر فرمائی۔

لاہور میں احمدیہ وفد مظلومین کی امداد کرنے میں سرگرمی سے
مہر و منت ہے۔ اور خدا کے فضل سے بہت اچھے نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم سکا ان دنوں ناظر اعلیٰ
کے فرانس ہی میں انجام دے رہے ہیں۔ حضرت یونان شیر علی صاحب
ہنارت سرگرمی کے ساتھ قرآن حکیم کے انگریزی ترجمہ میں
مہر و منت ہیں اس وقت انیسویں پارہ کا ترجمہ تقریباً لاہور
میں ہے۔

۲۰	احباب احمدیہ
۲۰	تمام مسلمانوں کے اتحاد کی تحریک۔ گائے کی قربانی اور مسلمان
۲۰	اور مسلمانوں کی حالت۔ بیانیہ پتے کے مسلمان اور قربانی کا ڈر
۲۰	ذراکت حالات کا تقاضا
۲۰	ذکر الیقراہ اور ہندو
۲۰	پنجاب میں مسلمان گداگر اور
۲۰	آوارہ گرد۔ خلق سیالکوٹ کے اچھوت۔ خواجہ حسن نظامی صاحب
۲۰	اور جماعت احمدیہ۔ ہندو عورتوں کی کٹا ہندی۔ علیگڑھ میں
۲۰	انجمن اتحاد المسلمین۔ اسلام کی آواز
۲۰	تحریک شادی کے خطرات ہندو قوم کے لئے
۲۰	عیسائیوں کا جہاد سے انکار
۲۰	ایک غلط بیانی کی تردید
۲۰	پہلیوں میں فرقے اور فرقہ بندی
۲۰	شہادت اور
۲۰	ضمیمہ

تلاش ہے ایک غیبی بھائی رحمت علی کا رکھنا غائب۔ اگر کوئی صاحب حسب ذیل تھلہ کا رکھتا ہے کہیں یا نہیں تو جہاں عمر چھ سال۔ رنگ گورا۔ قیصر لکیر دار۔ کپڑوں پر کاسنی رنگ کی سیاہی کے داغ ہیں۔ اس بچے کے والدین نہایت پریشانی کی حالت میں ہیں۔ اور بوجہ غربت کے زیادہ تلاش نہیں کر سکتے۔ اگر مل جائے تو حسب ذیل پتہ پر اطلاع دیں۔ (حکیم محمد ابراہیم سندھ لکھنؤ شہر سیالکوٹ)

اعلان نکاح (۱) ۱۹۲۷ء باوجود عظیم کلرک حکمہ زراعت پر نیشنل انجمن احمدیہ پشاور سے ایک ہزار روپے کی رقم حاصل کی اور میر جماعت مردان نے بڑا ہا۔ مولوی محمد علی صاحب نے ایک صد روپے کا وعدہ اور برادر مولانا محمد عظیم نے فیس روپے نقد برائے شہادت اسلام عطا فرمائے۔ (حاکم غلام محمد اختر پشاور)

(۲) میری لڑکی زہرا بی بی کا نکاح میاں محمد یوسف صاحب احمدی بھائی گل پوری کے ساتھ ہونے میں چاہ ہزار روپے ہر پر حکیم تعلیم احمد صاحب کو لکھی گئی ہے۔ ۱۹۲۷ء کو پڑھا۔ (سید فضل کریم احمدی موٹگی پوری)

(۳) سخی علی احمد احمدی ولد علی محمد صاحب احمدی قوم باندہ موضع کھکھا لوانی۔ صلح سیالکوٹ کے ساتھ سات رحمت بی بی بنت جلال الدین صاحب احمدی قوم باجھی موضع جودھیال صلح سیالکوٹ۔ چہرہ سید محمد نور محمد پیر لڑکا شاہ صاحب احمدی موضع بن باجوہ نے نکاح پڑھایا۔ (پدم پوری شکر الدین سکری جماعت احمدیہ بن باجوہ)

ولادت صاحبزادہ سید محمد طیب صاحب ابن شہید مرحوم سید عبدالسلام صاحب کے ہاں خدا کے فضل سے لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ عنہ نے محمد احمد رکھا۔ اجاب دعا فرمادیں کہ خدا تعالیٰ مولود کو مبارک کرے۔ اور اپنے دادا صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب شہید کی قابل فریادگار بنائے۔

(۲) میرے گھر میں خدا کے فضل سے ۹ مئی ۱۹۲۷ء کو بچہ پیدا ہوئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اس کا نام رشیدہ تجویز فرمایا۔ اجاب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مولودہ کو نیک بنائے۔ (ڈاکٹر غلام غوث قادیان)

(۳) اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار کے ہاں لڑکا تولد ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے میر احمد نام رکھا۔ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ قادم دین بنائے (نذیر احمد احمدی کوٹھی ڈوبہ لارہ)

(۴) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے دوسرا لڑکا عطا کیا ہے۔ اجاب اس کی درازی عمر اور صلح ہونے کی دعا فرمادیں۔ (امیر الدین احمدی از سنگری)

(۵) ۱۷ اپریل ۱۹۲۷ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے لڑکی عطا کی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ عنہ نے لڑکی کا نام رشیدہ رکھا۔ اجاب کرام سے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ لڑکی کو نیک اور صالح بنائے۔ (حاکم سراج الدین احمد ہندو باغ)

دعا حضرت (۱) حاکم عبداللہ صاحب احمدی نیر دینی کا بیٹا بڑا لڑکا بشیر احمد اپنے بوڑھے والدین کو داغ مفارقت دیکر حقیقی قاتی سے جا ملے انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم صاحب فوجوان احمدی تھا۔ احمدی بھائیوں سے درخواست ہے کہ مرحوم کے لئے دعا فرمادیں۔ حضور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ عنہ کی خدمت میں۔ ۲۰ مئی ۱۹۲۷ء کو لکھی گئی تھی کہ مرحوم کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے دیئے جائیں۔ (عبدالعزیز بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ نیر دینی از لکھنؤ)

(۲) سخی فتح علی دلد محمود قوم گجر کٹھانڈے ۱۹۲۷ء میں مرض تپ دق سے دار فانی کو چھوڑ کر دار بقا کی راہ لی۔ دعا حضرت کی جائے۔ (عبدالملک کٹرہ کٹھانڈے)

(۳) اس عاجز کی اہلیہ بتاریخ ۱۹۲۷ء بوقت مغرب اس جہاں فانی سے عالم جاودانی کو سداہ گئی۔ مرحوم نہایت ہی مخلص احمدی دیندار اور تبلیغ کا جوش رکھنے والی تھی۔ مرحوم کی عمر ۲۹ سال کے قریب تھی۔ اجاب کی خدمت میں اتنا ہے کہ درجہ دل سے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ موجود کو عین رحمت و مہربانی سے اپنی مقام عطا فرمائے اور اس کی اولاد کو متقی۔ صالح۔ قادم دین بنائے۔ (محمد اکبر از ڈیرہ غازی خان)

(۴) ملک جواہر دین صاحب جو کہ بصرہ کے رہنے والے ہیں ان کے بچے ہیں۔ اور آج کل رحمت پر اپنے وطن سیالکوٹ آئے ہوئے ہیں۔ ان کا کلوتا جوان میٹھا فوت ہو گیا ہے جس کا نام محمد ظہور الدین تھا۔ قابل رشک مخلص جوش تبلیغ رکھنے والا فوجوان تھا۔ بصرہ میں ہی احمدیت کو قبول کیا تھا۔ اور وہاں غیر احمدیوں کی مخالفت کا بڑے عزم و بہادری سے مقابلہ کیا۔ خود ملک صاحب اپنے بچے کے اندر نمایاں تیز گوئی کو دیکھ کر اس کے رات دن کے تبلیغی جوش سے متاثر ہو کر گذشتہ سال احمدی ہوئے تھے۔ عزیز محمد ظہور الدین کو تبلیغ حق کے لئے اتنا جوش تھا کہ ریل سے پیار تھا۔ مگر گذشتہ جلد میلانہ پر اپنی والدہ اور اپنے دیگر اقربا کو حق دکھانے کے لئے یہاں لایا۔ اور ہر ایک سے یہی درخواست کی کہ دعا کریں کسی طرح میری والدہ اور چچا وغیرہ کو یہی ہدایت ہو جائے۔

ایسے فوجوان کی عیدانی باعت انوس ہے۔ اجاب سے عزیز اور اس کے اقربا کے لئے خاص طور پر دعا کی درخواست ہے۔ (ذین العابدین)

(۵) میری اہلیہ ۱۲ مئی اس دار فانی سے رحلت کر گئیں۔ اسباب مرحومہ کے لئے دعا حضرت کریں۔ مرحومہ ایک مضبوط دل کی اور مخلص عورت تھی۔ (حاکم غلام محمد گڑا خان کوٹھکھار پور)

قادیان تبلیغی لیکچر و کلسا

زیر اہتمام دیا شدت کھنڈن سبھا قادیان جن تبلیغی لیکچر کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا۔ اس کے خدا کے فضل سے اس وقت تک چودہ لیکچر ہو چکے ہیں۔ چونکہ پہلی لپورٹ میں لیکچر دوں کا ذکر ہو چکا ہے۔ اس لئے باقی آٹھ کی رپورٹ حسب ذیل ہے۔ ساقی لیکچر۔ زیر صدارت جناب سید عبدالستار شاہ صاحب ڈاکٹر شاہ فواز صاحب نے دیا۔ مضمون "گشت خوری" تھا۔ جس میں آدھ روئے طب گوشت کو انسانی خوراک ثابت کیا گیا۔

آٹھواں لیکچر۔ جناب میر تقی علی صاحب نے دیا۔ پہلے مسلمانوں کو خوری پر عقلی دلائل سے روشنی ڈالی۔ بعد ازاں آریہ سماج کی تعلیم پر تقریر فرمائی۔ اور ثابت کیا کہ سماجک تعلیم عالمگیر کہلانے کے قابل نہیں تو اں لیکچر۔ زیر صدارت جناب منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل محلہ دارالرحمت میں ہوا۔ ہاشمہ محمد صاحب نے ویڈیو چھاپا دیا۔ جو دیکھی سے سنا گیا۔

دسواں لیکچر۔ سخی اسی رات حضرت حافظ روشن علی صاحب نے اس مضمون پر دیا۔ کہ "کیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے" جس میں آریہ سماج اور مسیحیت کا کھنڈن کیا گیا۔

چودھواں لیکچر۔ ۱۹۲۷ء میں پندرہ دن بعد ازاں دارالرحمت میں لیکچر ہوا۔ اور اس کے بعد دارالفضل میں۔ اس لئے گیا ہوا۔ لیکچر محلہ دارالفضل میں ہوا۔ صدر جلسہ جناب میر تقی علی صاحب اور لیکچر حضرت حافظ روشن علی صاحب۔ مضمون "قرآن کریم ہی کامل الہامی کتاب ہے" چونکہ مضمون رات کے گیارہ بجے جانے پر یہی ختم نہ ہو سکا تھا اس لئے سامعین کے اصرار پر دوسرے دن

بارہواں لیکچر سخی اسی مضمون پر زیر صدارت جناب ڈاکٹر عبدالستار صاحب حضرت حافظ صاحب نے دیا۔ تیسرا لیکچر۔ حافظ صاحب کی تقریر سے پہلے اسی رات ہاشمہ محمد صاحب نے ہی تقریر کی۔ جس میں ثابت کیا کہ وہید چاہتے نہیں ہیں۔

چودھواں لیکچر۔ زیر صدارت امیر عبدالرحمن صاحب بی۔ اے۔ مولانا مولوی غلام رسول صاحب راہیلی کا "مسئلہ نبوت" پر ہوا۔ خدا کے فضل و کرم سے ان لیکچروں میں قادیان کی احمدیہ بک دو روزہ زیادہ سے زیادہ لکھی گئی ہے اور وہ ایک علاوہ عورتیں ہی خاص تعداد میں شریک ہوتی ہیں۔ میں لکھنؤ میں صاحب و محلہ دارالرحمت کے دستار احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں لکھنؤ میں صاحب و محلہ دارالرحمت کے دستار احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الفض

یوم شنبہ - قادیان دارالامان - ۳۱ مئی ۱۹۲۷ء

تمام مسلمانوں کے اتحاد کی تحریک

موجودہ خطرناک ایام میں مسلمانوں کے نام فرقوں کو خالص اسلام کا متفقہ اور متحدہ مقابلہ کرنے کی جو تحریک امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کی گئی ہے۔ اور جس کی پذیرائی کے لئے ہر طرف سے صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ اس کے متعلق معاصرین میں دلچسپی اور مہم جوئی کے بہرہ رسالت میں ایک مستحسن شائع ہوا ہے جس میں دو ایسی باتیں بیان کی گئی ہیں جو ممکن ہے۔ اور لوگوں کے دلوں میں بھی پیدا ہوئی ہوں۔ اس لئے ان کے متعلق ہم اپنا نقطہ نگاہ کسی قدر وضاحت کیلئے پیش کرتے ہیں۔

ایک بات تو یہ بھی گئی ہے کہ مسلمانوں کا اتحاد مذہبی ہونا چاہیے۔ نہ کہ سیاسی۔ اور دوسری یہ کہ سیاسی معاملات میں جو تحریک مسلمان ملازمین کو حصہ لینے کی اجازت قانون راجح اوقات نہیں دیتا۔ اس لئے مسلمان ملازمین سرکار کیا کریں۔

پہلی بات کے متعلق گندارش ہے۔ کہ بے شک تمام مسلمانوں میں مذہبی اتحاد ہی ہونا چاہیے۔ اور اس کے لئے ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہیے۔ لیکن مسلمانوں کا وہ مذہبی اتحاد جو سینکڑوں سالوں میں پرانگندہ ہوا۔ اسکا جھوٹا پٹ حاصل کر لینا ممکنات میں سے نہیں۔ اس کے لئے ایک عرصہ تک فکرت و کوشش اور سعی کی ضرورت ہے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ ایک عظیم انسان عمارت کی تحریک اور بنیادی کے لئے جس قدر عرصہ درکار ہوتا ہے۔ اس سے بہت زیادہ مدت اس کی تعمیر اور مرتبہ کے لئے ضروری ہوتی ہے۔

اس اصل کو مدنظر رکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کہ اسلام نے اتحاد و اتفاق کا جو تصور مسلمانوں میں تعمیر کیا تھا۔ اور جو سینکڑوں سالوں کے اندر ذہنی اور بیرونی سیلابوں کے تھیں بڑوں اور پروردگار تعالیٰ کے جو نیکوں سے بوسیدہ ہو کر سرنگوں ہو چکا ہے۔ اس کی دوبارہ تعمیر کسی جادو کی چھڑی سے ممکن نہیں۔ بلکہ اس کے لئے ایک لمبے عرصہ کی ٹانگ و دود اور محنت و کوشش کی ضرورت ہے۔ بسلسلہ احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسی مقصد اور مدعا کو لیکر کھڑا ہوا ہے۔ اور اگر ہم تحدیث سنت کے طور پر یہ کہیں۔ کہ سلسلہ احمدیہ نے اپنی عمر کے لحاظ سے اپنے عقائد و عقوبت کے اندر مذہبی اتحاد پیدا کر لیا جو نمودار پیش کیا ہے۔ وہ بے نظیر ہے۔ تو اس میں کچھ بھی مبالغہ نہ ہوگا۔

پھر جماعت احمدیہ کے سامنے یہ بات پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ کہ مسلمانوں کا اتحاد مذہبی ہونا چاہیے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ سے بڑھ کر مذہبی نہ اس اتحاد کی اہمیت سے واقف ہے۔ اور نہ اس سے بڑھ کر اس کے لئے کوشاں ہے۔ مگر دیکھنا یہ چاہیے۔ کہ جب اس اتحاد کے لئے ایک ایسے عرصہ تک انتظار کی ضرورت ہے۔ اور حالات و واقعات نہ مانہ کا تقاضا یہ ہے۔ کہ مخالف طاقتوں کے تباہ کن حملے سے بچنے کے لئے جلد سے جلد کوئی انتظام کیا جائے۔ اور منتشر طاقتوں کو ایک نقطہ پر جمع کر کے دشمن کے اندفاع کا کام لیا جائے۔ تو اس کے لئے کیا کرنا چاہیے۔ آیا غیر مسلم طاقتوں کے حملوں سے غافل رہ کر اس وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔ جب تمام مسلمانوں میں اتحاد مذہبی ہو جائے۔ یا بلکہ آردوں کی یورش کو ناکام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر اول الذکر صورت اختیار کی جائے۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مسلمان مخالفین کے سیلاب میں اسی طرح یہ جائیں گے۔ جس طرح پرانگندہ اور منتشر حس و خاشاک بہ جاتا ہے۔ اور اگر خدا نخواستہ مسلمان ہی نہ رہیں گے۔ تو ان کا مذہبی اتحاد کیسا۔ لیکن اگر وہ سارے کے سارے مل کر ایک ہی دیوار کی طرح کھڑے ہو جائیں گے۔ تو سیلاب کا مدح ہمیشہ کے لئے دوسری طرف پھیر دیں گے۔ اور یہی سیلاب اتر گیا۔ آندھی ختم گئی۔ باد مخالف ٹوٹ گئی۔ تو پھر ان کے لئے قوت ہوگا۔ کہ اپنے مذہبی اختلافات دور کر کے ایک نقطہ پر جمع ہو سکیں۔

پس اس وقت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو جس اتحاد کی دعوت دی ہے۔ وہ اس لئے نہیں دی کہ آپ مذہبی اتحاد کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ بلکہ اس لئے دی ہے کہ اس وقت ان مخالف طاقتوں کو جو مسلمانوں کے کسی ایک فرقہ کے خلاف نہیں۔ بلکہ تمام مسلمانوں کے خلاف سرگرم عمل ہیں۔ اور سب مسلمانوں کو صفحہ ہند سے مٹا دینا چاہتی ہیں۔ جسکے دسے کہ مسلمانوں کے زندہ رہنے کی صورت پیدا کی جائے اور جب یہ خطرہ دور ہو جائیگا۔ تو مسلمانوں کا مذہبی اتحاد اسلامی اور سہولت کے ساتھ ہو سکیگا۔

لیکن ہر اس شخص کو جو مسلمان کہلاتا ہے۔ تمہارا متفق ہوگا

پیش آمدہ خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہ جانا چاہیے۔ یہی یہ بات کہ مسلمان ملازمین سرکار اس اتحاد میں شریک نہیں ہو سکیں گے۔ کیونکہ قانون راجح اوقات انہیں سیاسی معاملات میں حصہ لینے کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ درست نہیں ہے۔ قانون راجح اوقات سرکاری ملازمین کو صرف ان سیاسی معاملات میں حصہ لینے سے روکتا ہے۔ جو گورنمنٹ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور یہ سیاسی اتحاد گورنمنٹ کے مقابلہ میں نہیں۔ بلکہ دوسری قوتوں کے مقابلہ میں ہے۔ جو مسلمانوں کو یہ حیثیت قوم مٹانے کے لئے کھڑی ہوئی ہیں۔ اگر قانون راجح اوقات کسی آدمیہ ملازم سرکار کو کسی ساتھی ملازم سرکار کو کسی سیاسی ملازم سرکار کو مسلمانوں کے مقابلہ میں آپس میں متحد ہونے سے نہیں روکتا۔ تو مسلمان ملازمین کو کیونکر روک سکتا ہے۔ کیا ہر فرقہ کے ہندو مسلمانوں کے مقابلہ میں متحد ہو چکے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر ہو چکے ہیں۔ اور یقیناً ہو چکے ہیں۔ تو مسلمان اس قسم کے بزدلانہ خیالات کو کیوں اپنے دلوں میں جگہ دیکر حیران ہورہے ہیں۔ انہیں ہمت اور جرأت سے کام لینا چاہیے۔

567

گائے کی قربانی اور مسلمان

عید الفطر مسلمانوں کے لئے ایک خوشی کی تقریب ہے۔ لیکن کچھ عرصہ سے برادران وطن نے جو یہ اختیار کر رکھا ہے۔ اس کی وجہ سے ہوں جو یہ تقریب قربانی کی جگہ پر ٹکر و تفریق میں اس خیال سے امتداد ہوتا جاتا ہے۔ کہ نامعلوم کہاں کہاں بیچارے مسلمانوں کو اس تقریب کی خوشی سنانے کی بجائے ماتم کرنا پڑے گا۔ ساگر ہندو صاحبان ذرا ہی رد اداری اور انصاف پسندی سے کام لیں۔ تو انہیں معلوم ہو جائے کہ مسلمانوں کو گائے کی قربانی سے روکتا اور اس بنا پر فتنہ و فساد برپا کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔ گائے اگر متبرک ہے۔ تو ہندوؤں کے نزدیک مسلمانوں کو اس کی اس قسم کی تقدیس کا جبراً قائل کرنا اسی طرح نامناسب ہے۔ جس طرح مسلمانوں کا ہندوؤں کو زبردستی گائے کے متعلق اپنا ہم خیال بنانا۔ لیکن اس بات پر تو وہ غور کریں جنہیں انصاف سے کام لینا ہو جو مسعودیت کی بجائے قوت بازو سے کام لینے کا گھنٹہ بکتے ہوں۔ ان سے اس قسم کی توقع فضول ہے۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کو کیا قنیا کر کرنی چاہیے۔ کہ قانون کے اندر وہ گائے کی قربانی کی جائے۔ اور پہلا اس وجہ سے فتنہ پیدا ہونے کا ڈر ہو۔ وہاں دوسرے جانوروں کی قربانی سے دی جائے۔ اس سے قربانی کی ادائیگی میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔ اور مسلمان ان خطرات سے بچ جائیں۔ جو ہندوؤں کی طرف سے فتنہ و فساد کوٹھار کر کے مسلمانوں کی طاقت کو کچلنے کے لئے پیدا کیے جاتے ہیں۔

مدرسہ دیوبند کی حالت

مدرسہ دیوبند کے ایجنٹ صاحب جو کچھ دنوں بذات خود دیوبند اس سے گئے تھے۔ کہ وہاں کی حالت کچھ تو دیکھ کر صحیح رائے قائم کریں۔ اپنے ماسٹی کے پر یہ میں لکھتے ہیں۔

”پہلے روز عمارت مطالعہ حالات کے لئے دارالعلوم دیوبند پر ایک سرسری نگاہ ڈالنے والا میرے ہی آخر اس نتیجے پر پہنچتا ہے۔ کہ امت مسلمہ کے اس محبوب محترم دارالعلوم دیوبند کا حجم اراض و مفاصلہ کا المناک گھر زندہ ہے۔ کوئی عضو ایسا نہیں جسے تندرست و صحیح حال کہا جاسکے۔ لیکن بیمار وادراں فارغ البال کہ بے قدری و بے اعتنائی اور اگر بزرگان امت کی طرح نازک پرگڑوں نہ گور سے۔ تو استہداد و خود رانی کا یہ عالم ہے۔ کہ ظاہری لیب پلوت اور زمانہ حاضرہ کی دفتری جواب دہیوں کے ذریعہ سے اخصائے حال کی کوشش میں مصروف ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کا اصلاح سے زیادہ ذاتی عورت و جاہ اور حریفان صلاح پسند کو نیا دکھانے کا جذبہ کار فرما ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اراضی کے مواد فاسدہ اندر ہی اندر دارالعلوم کی انتظامی کل کو کھن کی طرح کھائے جا رہے ہیں۔ یہ جینی بڑھ رہی ہے۔ تشویش زیادہ ہو رہی ہے۔ طلبہ کی تکالیف میں اضافہ ہے۔ شوق علم کی کمی ہے۔ حسن عقیدت کی متاع لٹ رہی ہے۔ اور ذوال واخلطہ کے آثار رہنا ہیں۔ اس زمین کا انجام کسے معلوم نہیں۔“

انہوں نے ساتھ لکھا ہے کہ مسلمانوں کی اس قیمتی درسگاہ کی حالت روز بروز بدتر ہو کر نئے تسلیم یافتہ لوگوں کے دلوں میں یہ خیال بچھتا رہ رہی ہے۔ کہ علماء کھلانے والے انتظامی قابلیت سے یکسر محروم ہو چکے ہیں۔ اگر ارادہ میں انہیں اور نیت نیک ہو۔ تو ایک وہ س گاہ کا انتظام کونسا مشکل کام ہے۔

پانی پت کے مسلمان اور قربانی کاؤ

پانی پت کے مسلمان ہمیشہ سے اپنے گھروں میں عید کے موقع پر گائے کی قربانی کیا کرتے تھے۔ لیکن ۱۹۱۶ء سے ہندوؤں نے اس کی مخالفت شروع کی۔ اور اس بنا پر کئی مسلمانوں پر پنجاب لائبریری کی دفعہ سوم کے ماتحت وچوئے اور کر دئے۔ اس دفعہ کا نظاویہ ہے۔ کہ وہ کوئی گائے ذبح نہ کی جائے اور اس کا گوشت فروخت نہ کیا جائیگا۔ حالانکہ لائبریری کی اجازت سے یا کسی مقام مقررہ پر۔

۱۹۲۵ء میں عید اضحیٰ پر اپنے گھروں میں قربانی کرنے کی وجہ سے ہندوؤں کی طرف سے سات آٹھ مسلمانوں پر مقدمہ دائر کیا گیا۔ پیشینہ لائبریری نے باقی ملازموں کو بری کرتے ہوئے دہر

کیا دن کیا دن بچے جرمانہ کیا اس فیصلہ کا اپیل سشن جج انیل کی عدالت میں دائر کیا گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ سشن جج نے مسلمانوں کو بری کر دیا اور اپنے فیصلے میں وضاحت کے ساتھ لکھا۔ کہ دفعہ ۲ کا اعلان صرف ان گناہوں پر ہوتا ہے۔ جو بغرض تجارت اور برائے فروخت ذبح کی جائیں۔ قربانی۔ حقیقہ۔ صدقہ۔ سنت اور بیاہ شادی کے مواقع پر ہو جو یا نہ ذبح کئے جاتے ہیں۔ ان پر یہ دفعہ ہرگز عائد نہیں ہو سکتی۔

اس فیصلہ کے خلاف خود گورنمنٹ نے عدالت عالیہ پنجاب میں اپیل کیا۔ جس پر دو مسلمانوں پر ایک ایک روپیہ جرمانہ کی سزا عائد کی گئی۔ گویا ان کو جرم ذرا دیا گیا۔ اور اس فیصلہ کے بعد مسلمانان پانی پت کے لئے پہلے طریق پر قربانی کرنا جرم ہو گیا۔ جس سے ان میں سخت بے چینی اور اضطراب پیدا ہونا قدرتی بات تھی۔ گزشتہ سال عید اضحیٰ کے موقع پر بھی انہوں نے اپنے غم و غصہ کا اظہار کیا۔ اور اب کے پھر وہ ایسا ہی کر رہے ہیں۔ اور حکام قربانی کھانے کے متعلق ان کے لئے جاری کئے گئے ہیں۔ ان کی خلاف ورزی کرنا چاہتے ہیں۔

ایسے موقع پر ہم مسلمانان پانی پت کو یہ شورہ دینا نہایت ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ وہ آئینی حدود سے ہرگز ایک قدم ہی آگے نہ بڑھائیں۔ اس کا نتیجہ سوائے سخت نقصان کے اور کچھ نہ ہو گا۔ بلاشبہ ساہا سال کے ایک حق کے ذائل ہونے سے صدرہ و ریح پنچولانی ہے۔ لیکن طریق وہ اختیار کرنا چاہیے۔ جس سے اس صدمہ میں تخفیف ہو۔ نہ کہ اس سے بڑھ کر مصیبت کو بڑھے۔ اور سب سے ضروری بات تو یہ ہے۔ کہ اس وقت مسلمانوں کو حکومت کے مقابلہ میں کوئی قدم ایسا نہیں اٹھانا چاہیے۔ جس سے ان کی طاقت کو جو ہندوؤں کے مقابلہ میں پہلے ہی بہت کمزور ہے۔ نقصان پہنچے۔ اس وقت مسلمانوں کو اپنی ساری طاقت ہنایت احتیاط کے ساتھ اپنی قوم کی حفاظت اور ترقی کے لئے صرف کرنی چاہیے۔

مسلمان لیڈروں کا فرض ہونا چاہیے۔ کہ یہ بات مسلمانان پانی پت کے اچھی طرح ذہن نشین کرادیں۔ تاکہ وہ کسی ایسی مصیبت میں گرفتار نہ ہو جائیں۔ جو نہ صرف ان کے لئے بلکہ تمام مسلمانوں کے لئے رنج و صدمہ کا باعث ہو۔

نزاکت حالات کا اقتضاء

اسی اخبار کے مقالہ افتتاحیہ میں ہمیں اس اتحاد و اتفاق کی ضرورت تھی کہ شرعی گورنمنٹ کی طرف سے جس کی دعوت حضرت امام جامعہ احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ نے آج سے بہت عرصہ قبل مسلمانوں کو دی تھی۔ اور اب حالات اور واقعات

کے بہت زیادہ خطرناک ہو جانے کی وجہ سے اس کی طرف مزید توجہ دلائی ہے۔ خوشی کی بات ہے۔ کہ دور اندیش اور دردمند مسلمان اس قسم کے اتحادی ضرورت عام مسلمانوں کے ذہن نشین کرانے کی سرگرم کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ سزہ ہم عصر مدینہ (۲۱ مئی) نے اس کے متعلق اپنے ایک پُر زور ایڈیٹوریل میں لکھا ہے۔

”وہ عقائد و اعمال کے تمام اختلافات فرعی کو بیکار قائم رکھتے ہوئے مناظروں اور مباحثوں کو بھٹکا جا رہی ہے۔ کہتے ہوئے علمی و کلامی جنگوں کو بدستور قائم رکھتے ہوئے بھی ہم سیاسی و کلامی اعتبار سے اتحاد عمل کے لئے ایک دستور ایک اصول ایک ضابطہ تیار کریں۔ اور اختلافات فرعی و ذاتی کو اس میں قطعاً دخل نہ دیں۔ قوم کے ہر طبقے سے چیدہ آدمیوں کو منتخب کر کے ایک مجلس استشاری بنائیں جو ہمارے موجودہ تشویش انگیز حالات میں رہنمائی اور رہنمائی کی راہ سوچے۔ محمد علی جناح اور حاجی محمد علی رشتی اور ظفر علی خان۔ سر عبدالرحیم۔ اور مولانا ابوالکلام۔ مولوی شہداء اللہ۔ اور مرزا محمود احمد۔ مولانا نور شاہ اور مولوی محمد علی ایم۔ اے۔ یہ سب شہرہ آفاق اور بکریاں اسلامی ضروریات کے ایک گھاٹ پر پانی پیئیں۔ اور کشتی امت کو سلامت پارے لے جانے کی سعی کریں۔“

اگر سب مسلمان لیڈر اس مقصد کے لئے نیا ہوجائیں تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ مسلمانوں میں وہ اتحاد اور اتفاق نہ پیدا ہو جائے۔ جو نزاکت حالات کا اقتضاء ہے۔

ذبح البقر اور ہندو

ہندوؤں کے مشہور آئینے ماترم (۱۰ مئی) نے ہندوؤں کو ذبح البقر متعلق ایک ضروری نصیحت کی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

”ہم اپنے ہندو بھائیوں سے عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ انہیں اپنی برادران وطن کی اس قسم کی حرکات سے احتیاط میں آنا چاہیے۔ ان کا فرض گوہر کاشا ہے وہ اس زمین کو بطریق احسن انجام دیتے جائیں۔ لیکن وہ تمام دنیا سے اپنے اس عقیدہ کو بیزاری میں منوانا سکتے ہیں۔ خود ہمارے ہندوستان میں گوہر افواج کیلئے روزانہ ہزاروں گائیں ذبح کی جاتی ہیں۔ اس لئے ہمیں مسلمانوں کو اس مسئلہ کے متعلق کچھ نہ کہنا چاہیے۔ اگر ہندو اس ہنایت محض قبول سمجھتے ہیں۔ تو نہ صرف یہ کہ ہر سال جو قیمتی جانیں گائے کی ذبح سے ضائع ہوجاتی ہیں۔ وہ چیز جائیں بلکہ گائے کی قربانی میں بھی نینیا بہت کمی واقع ہو جائے۔ کیونکہ ہندو ہندوستانی مسلمانوں کو ان کے ایک حق سے محروم کرنا چاہتے ہیں تو وہ مجبور ہو جائیں۔ کہ اپنے حق کو تلف نہ ہو دیں۔ لیکن اس قسم کا خطرہ نہ ہوا ہندو مسلمانوں کے درمیان شللاً سیکھ کر قرب نماز کو وقت باجانہ بیانے۔ اپنی قوم کے مجرموں کی یہ جاہلیت نہ کرنے وغیرہ میں رواداری کا برتاؤ کریں۔ تو یقیناً مسلمان بھی ان کی خاطر گائے کی بجائے دوسرے جانوروں کی قربانی کو مقدم کر سکتے ہیں۔“

پنجاب میں مسلمان گد اگر اور آوارہ گرد

مسلمان ہیں کہ صبران ہونگے۔ کہ صرف پنجاب میں مسلمان گد گردوں اور آوارہ گردوں کی تعداد ۳۸۰۰۰۰ شمار کی گئی ہے۔ جبکہ اسی قسم کے غیر مسلم لوگوں کی تعداد صرف ڈیڑھ لاکھ ہے۔ مسلمانوں جیسی غریب اور مفروض قوم پر قریباً ساڑھے چار لاکھ افراد کا بار اتنا بڑا بوجھ ہے۔ جس کی وجہ سے اس کا پھینکا محال ہو رہا ہے۔ اگر ایسے لوگوں کو کام پر لگانے کا انتظام کیا جائے تو وہ صرف خود عمدہ اور شریفانہ طرز پر زندگی بسر کر سکیں۔ بلکہ اپنی قوم کے لئے بھی مفید ثابت ہوں۔ دردمند مسلمانوں کو ہر جگہ ایسے لوگوں کی تعداد کو کم کرنے اور انہیں اپنی معاش آپ ہریا کرنے کے قابل بنانے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ مسلمانوں کا اتنا بڑا اھم جو بے کار پڑا ہے کارآمد ثابت ہو سکے

ضلع سیالکوٹ کے اچھوت

آریوں کے قبضہ میں

سیالکوٹ کے ضلع میں ادنیٰ اقوام کی بہت بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔ مردم شماری کے لحاظ سے بیگھ چھ ہزار۔ ڈوم و ہزار چار ۸ ہزار۔ بٹوال دس ہزار کے قریب بستے ہیں۔ ان لوگوں کو شدہ کرنے کے لئے آریہ کئی سال سے نہایت سرگرمی کے ساتھ مصروف ہیں۔ اور تازہ رپورٹ جو اس بار سے میں ان کی طرف سے ۲۲ مئی کے اخبار پر کاش میں شائع کی گئی ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ بیگھ تمام کے تمام شدہ ہو چکے ہیں۔ ڈوموں کا بہت بڑا حصہ بھی آریہ بن چکا ہے۔ البتہ چار اور بٹوال بڑی حد تک بچے ہوئے ہیں۔ لیکن آریوں کی سرگرمیوں کے مقابلہ میں ان کا زیادہ عرصہ اڑے رہنا ممکن نہیں۔ رپورٹ میں لکھا ہے۔ "منڈل نے اس عقوڑے عرصہ میں یعنی ڈہائی سال میں جب سے یہ قائم ہوا ہے تقریباً آٹھ ہزار استری پرشوں کو وید بانی کا امرت پلا کر ان کی آتماؤں کو نشانی دی ہے۔ اب منڈل کا دائرہ کام بہت وسیع ہو گیا ہے"

کیا ادنیٰ اقوام کے متعلق آریوں کی یہ سرگرمیاں مسلمانوں کے لئے باعث شرم و ذمات نہیں رہنا ہے۔ بٹوال قوم کے پانچ چھ سو افراد مسلمان ہو گئے تھے۔ لیکن وہ بھی مسلمانوں کی بے حیبتی کا شکار ہو گئے۔ کسی نے ان کی خیر گیری نہ کی۔ ان کی تعلیم و تربیت کا کوئی انتظام نہ کیا گیا ان کے لئے ذرا لو معاش کی سہولتیں مہیا کرنے کی کوشش نہ کی تھی یہ ہوا۔ کہ ان کو بھی اپنی نے اپنے قبضہ میں لیا اور سوائے چند ایک کے باقی سب آریوں

کی شدھی کا شکار ہو گئے۔ تمام مسلمانوں کو عموماً اور ضلع سیالکوٹ کے مسلمانوں کو خصوصاً ان اچھوت اقوام کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ اگر یہ سب کے سب لوگ آریوں کے قبضہ میں چلے گئے۔ تو آریہ عقوڑے ہی عرصہ میں ان کو بھی اپنے رنگ میں رنگیں کر لیں گے۔ اور پھر مسلمانوں کو قدر عافیت معلوم ہوگی۔

خواجہ حسن نظامی صاحب اور جماعت احمدیہ

چند دن ہوئے افضل میں چند سطور کا ایک نوٹ لکھا گیا تھا۔ جس میں یہ ذکر تھا۔ کہ خواجہ حسن نظامی صاحب کے گجرات کے ایک ہمارا نا کے متعلق بعض اعلیٰوں سے یہ غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی۔ کہ ہمارا نا اب مسلمان ہوئے ہیں۔ حالانکہ ان کے آباء اجداد نے اسلام قبول کیا تھا۔ اور اس سے جلد جوش میں آنے اور بلا مہنت کامیاب ہونے کے خواہش مند مسلمانوں کو بے محل خوشی منانے کا موقع ملا۔ لیکن اس بنا پر خواجہ صاحب کی ان کوششوں کی تحقیر کرنا جو انہوں نے ہمارا نا صاحب اور ان کی قوم کو مسلمان بنانے رکھنے کے متعلق کیں مناسب نہیں کیونکہ ہمارا نا اور ان کی قوم اسلام سے قطعاً بیگانہ ہو چکی تھی۔ کہ اب انہوں نے خواجہ صاحب کے ذریعہ مسلمانوں کے ساتھ اپنا تعلق نئے سرے سے جوڑا ہے۔

خواجہ صاحب ہمارے اس نوٹ کو اپنی اس دلکش کتاب میں درج کرتے ہوئے جو انہوں نے مسلمان ہمارا نا کے نام سے شائع کی ہے۔ لکھتے ہیں۔

"اگرچہ میں قادیانی عقیدہ کا نہیں ہوں۔ نہ کسی قسم کا سبلان میرے دل میں قادیانی جماعت کی طرف ہے۔ لیکن میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ کہ قادیانی جماعت اسلام کے عقیدوں کے مقابلہ میں بہت مؤثر اور پر زور کام کر رہی ہے۔ اور اس جماعت کے اخبار افضل نے جو کچھ ہمارا نا کی نسبت اور میری نسبت لکھا ہے اس سے اس جماعت کی دانش مندی اور محبت اسلام ظاہر ہوتی ہے"

ہمیں بعض اوقات خواجہ صاحب کی بعض باتوں سے شدید اختلاف کرنا پڑا ہے۔ مگر نیک نیتی کی بناء پر۔ لیکن آریوں کے مقابلہ میں وہ جس سرگرمی سے کام کر رہے ہیں۔ ہم اسے بہت عقیمت سمجھتے ہیں۔ کاش دوسرے پیر اور گدی نشین بھی بیدار ہوں اور وقت کی ضرورت سمجھ کر اسلام کے لئے جو کچھ کر سکتے ہیں۔ کریں۔ ہندوستان کے تمام علاقوں میں ایسے بگ پائے جاتے ہیں۔ جو پیری مریدی کا سلسلہ رکھتے ہیں اور اپنے پیروؤں کی تعداد لاکھوں تک بتاتے ہیں اگر وہ اسلام کی اشاعت اور حفاظت کا فرض ادا کریں۔ اور اپنے حلقہ بگوشوں کو اس کی طرف متوجہ کریں۔ تو بہت مفید ہو سکتا ہے۔

ہندو عورتوں کی کٹار بندی

ایک گزشتہ پرچہ میں نجیب آباد کی یہ خبر درج کی جا چکی ہے کہ وہاں کی آریہ اور ہندو عورتوں نے ایک جلوس نکالا۔ جس میں عورتیں شادی کے متعلق سرلی آواز سے گیت گانگا کر لوگوں کو سنا رہی اور اب تو شدھی کا جھنڈا اٹھائیں گی ہم کے نرے نکار ہی تھیں۔ اگرچہ ان کی حفاظت کے لئے سیوا سمی کے جان نثار اور سماجی دیدہ ور بھی ان کے ساتھ ساتھ تھے۔ لیکن بہت سی عورتیں اور لڑکیاں بالفاظ ملاپ (۸ مئی) سویم سبک حفاظت و حفاظت خود اختیاری کے لئے کٹار لگائے ہوئے تھیں۔

کوئی عجب نہیں۔ اگر کھوں کی تقلید میں آریوں نے کٹار بند ہونے کی ابتدا اپنی لڑکیوں اور استریوں سے شروع کی ہو۔ اور عقوڑے ہی دنوں کے بعد کٹار بندی کو اپنے جلوس کے لئے ایسا ہی مذہبی نشان قرار دے لیں۔ جس طرح باجہ کو خزاو دے چکے ہیں۔ ایسی حالت میں جبکہ آریہ اور ہندو کٹار اور خنجر سمجھالے جا رہے ہیں۔ کیا وہ قوم بونتیوں کے سایہ میں پل کر جوان ہوئی۔ تو اسے محروم ہی رہیگی۔ مسلمانوں کو اس بارے میں سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔ اور اپنی حفاظت کے سامان مہیا کرنے میں اپنی جدوجہد سے کام لینا چاہیے۔

568

علیگڈھ میں انجمن اتحاد المسلمین

علیگڈھ میں نواب سر منزل اللہ خاں صاحب اور نواب بہادر علی سمیع خاں صاحب کی سرپرستی میں ایک انجمن اتحاد المسلمین قائم ہوئی ہے۔ جس کا اولین فرض اپنی اسلام کے تمام فرقوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کرنا، قرار دیا گیا ہے۔ اس قسم کے اتحاد و اتفاق کی اس وقت مسلمانوں کو جس قدر ضرورت ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ ضرورت ہے کہ ہر مقام پر اسی قسم کی انجمنیں بنائی جائیں۔ جیسی علیگڈھ میں بنائی گئی ہے۔ ہم علیگڈھ کے ان سربراہ اور وہ مسلمانوں سے توقع رکھتے ہیں۔ کہ جس مقصد کو مد نظر رکھ کر انہوں نے انجمن اتحاد المسلمین کی بنیاد رکھی ہے۔ اس کے لئے پوری پوری سرگرمی اور کوشش سے کام لیں گے۔ اور اپنے نونے سے دیگر مقامات کے مسلمانوں میں بیداری پیدا کریں گے۔

ایسی انجمنوں کو چاہیے مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کے ساتھ ہی مسلمانوں کو مذہبی اور سیاسی حفاظت اور اسلام کی اشاعت کو بھی اپنے مقاصد میں داخل کر لیں۔ اور اس کے لئے قابل اور تجربہ کار مبلغین اسلام کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
فَیْحَمْدُكَ وَنُصَلِّیْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

لاوالہ

اسلام کی آواز

(۱۰)

آج اسلام کی جو حالت ہے۔ وہ مسلمانوں کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔ ایک طرف ہندوستان کو سچیت کھاتی چلی جاتی ہے۔ تو دوسری طرف ہندومت۔ حکومت پہلے ہی مسلمانوں کے ہاتھوں سے جا چکی ہے۔ گراہ وہ غلامی کے بھی ناقابل سمجھے گئے ہیں۔ ارتداد یا اخراج دو صورتیں ہندو صاحبان کی طرف سے مسلمانوں کے سامنے پیش کی گئی ہیں۔ اور علی الاعلان کہا جاتا ہے کہ ان دونوں صورتوں میں سے ایک نہ ایک ان کو قبول کرنی ہوگی یا مرتد ہو کر توحید کی پاک تعلیم کو چھوڑ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات باکمال سے تعلق محبت کو توڑ کر ہزاروں بتوں کا بندہ بننا ہوگا اور نامعلوم الہام رشیوں کے دامن سے وابستگی کرنی ہوگی یا اس ملک سے جس میں وہ ہزاروں سال سے آباد ہیں اکثر مسلمان ہندوستان کے قدیم باشندوں میں سے ہیں، ہمیشہ کے لئے نکل جانا ہوگا۔ اور ہندوستان کو ہندو مذہب کے پیروؤں کے لئے خالی کر دینا ہوگا۔

کیا مسلمان ان دونوں صورتوں میں سے کسی ایک صورت کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں؟ کیا وہ ارتداد اختیار کر سکتے ہیں یا کیا وہ سات کروڑ کی مسلمان آبادی کو کسی اور جگہ جا کر بسا سکتے ہیں۔ اگر نہیں تو کیا انہوں نے اس امر پر غور کیا ہے۔ کہ ان مصائب سے بچنے کے لئے انہیں کیا کچھ کرنا چاہیے۔ ریزرویشن خواہ کس قدر خلاص سے پاس کئے جائیں ان سے کچھ نہیں بن سکتا۔ دھکیاں خواہ کس قدر جوش سے دی جائیں۔ ان سے کچھ نہیں بن سکتا۔ گائیاں خواہ کس قدر غصے سے دی جائیں۔ ان سے کچھ بن نہیں سکتا۔ یہ واقعہ کہ ہر ایک ہندو مسلمانوں کو ہندو بنانے کے لئے تیار ہے۔ ایک پوشیدہ ہو۔ سکنے والی صداقت کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔ اور کوئی مسلمان اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ وہ دن گئے جب ہم سمجھتے تھے۔ کہ ہندو مذہب دوسروں کو اپنے اندر شامل نہیں کرتا۔ آج ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے شہی کی آواز آرہی ہے۔ کوئی نہ کوئی سنگٹن کی پکار اٹھ رہی ہے۔ اور شہی کیا ہے؟

صرف اسلام کو سزا کی جگہ ہندو مذہب کو قائم کرنے کا نام ہے اور سنگٹن کیا ہے؟ صرف اس کوشش کو ایک انتظام اور تدبیر کے ساتھ کرنے کا ذریعہ ہے۔ ان تدابیر کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ آج مسلمان اس قدر کمزور ہو رہے ہیں۔ کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہونے والے ہزاروں آدمی جو آج سے چند ماہ پہلے لا الہ الا اللہ کہنا اپنے لئے نجات کا موجب سمجھتے تھے آج پتھر کے بتوں کے آگے جھکتا فخر خیال کرتے ہیں۔ اور ہزاروں آدمی جو آج سے چند ماہ پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا اپنی زندگی کے بہترین اعمال میں سے تصور کرتے تھے۔ آج آپ کو گولیاں دینا تو اب کام کچھ رہے ہیں۔ پنجاب میں کیا۔ سندھ میں کیا۔ یوپی میں کیا۔ اور بنگال میں کیا۔ ہزاروں کی تعداد میں کلرگو اسلام سے الگ ہو کر ہندوؤں میں جا رہے ہیں۔ اور آج ہر ایک میدان مسلمانوں کے لئے کربلا بن رہا ہے۔

ہر طرف کدراست بوشاں بچو افواج یزید
دین تخی بیمار و بے کس بچو زین العابدین
اس تخریب کے اثر کے نیچے کئی گھر برباد ہو گئے ہیں۔ بچے ماؤں سے اور بیویاں خاوندوں سے جدا کر دی گئی ہیں۔ ان گھروں کی بیخ و بیکار ہوا اپنی عورتوں اور بچوں کو دین اسلام کی خدمت کے لئے تیار کرنے کی خواہش رکھتے تھے۔ لیکن جن کی عورتیں مندروں میں اور لڑکے گرو گھروں میں جا داخل ہوئے ہیں۔ پتھر سے پتھر دل کو بھی موم کر رہی ہے۔ اور اگر یہی حالت دیر تک قائم رہی۔ تو اسلام کا نام ایسی طرح ہندوستان سے مٹا جائیگا۔ جس طرح کہ وہ سپین سے مٹ گیا تھا۔ اسلام کے دشمن ہیں وہ لوگ جو ان حالات کو دیکھ کر بھی بیدار نہیں ہوتے اور صابلیوں کی شخصیات جو اس حالت کو مشاہدہ کرتے ہوئے بھی مسلمانوں کو تھپک تھپک کر سنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر آج مسلمان بیدار نہ ہوتے تو قیامت تک بیدار ہونے کا موقع نہ ملیگا۔ اور ایک دن آئیگا۔ کہ ان کی آنکھیں اس حالت میں کھلیں گی۔ کہ ہندوستان کے آسمان پر شرک کی گردوغبار کے سوا کچھ نظر نہ آئیگا۔

بے شک بہت سے مسلمانوں کے دل میں درد ہے اور جلن ہے۔ اور وہ اس حالت کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کر رہے ہیں۔ لیکن غم اور غصہ سے بنتا کیا ہے۔ دشمن ہمارے ریزرویشنوں کو سن کر اور جوش کو دیکھ کر ہنستا ہے۔ اور سمجھتا ہے۔ کہ میرا مقابلہ اس قوم سے ہے جسے صحیح جہد و جہد کے طریقے سے آگاہی بھی نہیں۔ اس لئے میری فتح یقینی ہے۔ مسلمانوں کا جھنڈے لیکر جلوں لٹکانا یا مسجد کے آگے جا بھرنے پر لڑنا کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ اگر لڑائی میں برابر کے ہندو اور برابر کے مسلمان مارے جائیں۔ نہیں نہیں اگر ایک ایک مسلمان کے مقابلہ میں دو دو ہندو بھی مارے جائیں تو کیا بنیگا۔ یہی کرب

مسلمانوں کا خاتمہ ہو جائے پر ہندو ہی ہندوستان پر قابض رہیں گے کیونکہ ایک ایک مسلمان کے مقابلہ میں چار چار ہندو ہیں مگر سب بڑی بات تو یہ ہے۔ کہ اسلام لڑائیوں اور فساد سے روکتا ہے۔ ہم ان طریقوں سے اسلام کی خدمت کس طرح کر سکتے ہیں۔ کہ جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ اگر ہم خود بھی اسلام کی تعلیم کے خلاف عمل کر رہے ہیں۔ تو دوسروں پر ہماری باتوں کا کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ پس ان طریقوں سے بچنا چاہیے۔ کہ یہ طریقے اسلام کی تعلیم کے خلاف بھی ہیں۔ اور بے فائدہ بھی ہیں۔ ہندوستان میں اسلام کو امن جمی نصیب ہو سکتا ہے۔ اگر ایک طرف تو موجودہ مسلمانوں کی تربیت کی جائے اور دوسری طرف ہندوؤں کو مسلمان بنایا جائے۔ اسلام نے مسلمانوں کی ترقی کو راز ہی تبلیغ میں پوشیدہ رکھا ہے۔ اور مسلمانوں کی فضیلت ہی دعوت الی الخیر کو بتایا ہے۔ فرمان ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ تم سب سے اچھی امت ہو۔ کیونکہ تمہیں خدا تعالیٰ نے دنیا کی جھلائی کے لئے پیدا کیا ہے۔ تم لوگوں کو نیک باتوں کی نصیحت کرتے اور بد باتوں سے روکتے ہو۔

پس اگر مسلمانوں کو امن نصیب ہوگا۔ تو اسی طرح کہ وہ مسلمانوں کی تربیت کریں۔ اور انہیں مرتد ہونے سے بچائیں اور سب پہلے ہندوستان کے دیگر مذاہب کے پیروؤں کو اپنے اندر شامل کر لیں۔ اسی ذریعہ سے ملک میں امن ہوگا۔ اور اسی ذریعہ سے اسلام کو دنیا میں غلبہ نصیب ہوگا۔ پس چاہیے کہ آج سے ہر ایک مسلمان اس فرض کی ادائیگی کے لئے تیار ہو جائے۔ چند علماء اس کام کو ہرگز نہیں کر سکتے۔ اگر علماء پر اس بات کو رکھا گیا۔ تو شکست یقینی ہے۔ نقتہ ہر جگہ رونما ہے۔ اور اس کے لئے ایسی جدوجہد کی ضرورت ہے۔ جو ہندوستان کے ہر گوشہ میں کی جائے ایک باقاعدہ نظام کے تحت اگر ارتداد کو روکا نہ گیا اور دعوت اسلام نردی گئی تو کامیابی کی کوئی امید نہیں۔ پس اس امر کے لئے مسلمانوں کو تیار ہو جانا چاہیے۔

اے برادران! ذرا غور تو کرو کہ آپ کا ایک بچہ بیمار ہو جاتا ہے۔ تو آپ اس کے لئے بے تاب ہو جاتے ہیں۔ اور اس وقت تک صبر نہیں کرتے جب تک وہ اچھا نہ ہو جائے۔ تو کیا وہ ہے کہ اسلام اس حالت کو پہنچ گیا ہے۔ کہ بجائے اس کے کہ وہ دوسرے مذاہب کو کھانا کھا لیا تو اسے کھانے کی فکر میں ہیں۔ آپ کے دل میں حرارت نہیں پیدا ہوتی۔ کیا ایک بچہ جینی بھی آپ کو اسلام سے محبت نہیں رہی۔ کیا خدا تعالیٰ کے لئے آپ اس قدر قربانی بھی نہیں کر سکتے۔ جس قدر کہ اپنے معمولی دوستوں کے لئے کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ یا دیکھو کہ آپ خدا تعالیٰ کے دین کی

569

عقل مندوں کو بڑی سکھانے کے لئے کافی ہے۔
عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ان لوگوں کو ایک حد تک ہم اٹھائیں گے۔ اور اس حد تک اٹھائیں گے۔ جہاں تک ہمارے لئے ممکن اور مفید ہو۔ لیکن یہ طوری پر ناممکن ہے۔ ایک قوم کو قدرتی طور پر اپنی حالت میں ہوگی۔ جب اس کو بڑھتے کا وہ تھوڑے تو اسی قدر وہ اور بڑھنے کی کوشش کرے گی۔ جس قدر کہ وہ بڑھی ہوئی حالت میں تھی۔ اور وہ اپنے انتظام کی کوشش میں بہت تکٹ سے اپنے اعلیٰ لوگوں کو نیچے لگانے کی جگہ نہ لے لے۔ ایک ٹوکے کے لئے بھی دم نہ لے گی۔ پس شوروں میں اس وقت تک جو غصہ پیدا ہو چکا ہے۔ اس سے خطرہ ہے۔ کہ وہ صبر نہ کر سکے۔ جب تک کہ وہ ہر ہمتوں کو ایسے ہی ذلیل نہ کر لیں۔ جیسا کہ برہمنوں نے ان کو اور ان کے آباؤ اجداد کو ذلیل کیا۔ مسلمانوں کی دیکھا دیکھی ان قوموں کو ہندو مذہب میں شامل کرنے کی تحریک شروع کر دینا بظاہر آسان معلوم ہوتا ہے۔ لیکن وہ اہمیت اور قابلیت اور عملی تجربہ جو مسلمانوں کو حاصل ہے۔ ہندو قوم اس سے بالکل غاری ہے۔ اسلام میں اس بات کی اجازت ہی نہیں۔ بلکہ اس کے متعلق صریح احکامات موجود ہیں۔ اس لئے مسلمان من حیث القوم من حیث المذہب اس بات کی قابلیت رکھتے ہیں۔ اور ان کے دل اس بات کے لئے تیار ہیں۔ کہ وہ دوسرے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیں۔ اور اسلامی برادری میں ان کو مناسب اور سزا جگہ دیں۔ برعکاس اس کے ہندو مذہب کا منہجی کے احکام کے ماتحت اس کو آریہ اور سناٹھی دونوں مانتے ہیں۔ حکم ہے کہ شوروں کو شوروں ہی کہنے دینا چاہیے۔ اور اگر وہ دوسرے لوگوں کا چلن اختیار کرے۔ تو اس کے تمام عمل اکارت اور صالح ہو جاویں گے۔ اسی طرح یہ خیال کر لینا۔ کہ ایک برہمن ایک چار یا ایک چوہڑے کو اپنی دامادی کا شرف دے سکنا ہے۔ بالکل ناممکن ہے جب تک کہ اس کی موجودہ ذہنیت بالکل تبدیل نہ ہو جائے۔ اسی طرح سیاسیات میں بھی ان کو برابر کے حقوق دینا ہندوؤں کو کٹے ناممکن ہے۔ شوروں کو شوروں کی جگہ دے دیکھیں گے کہ ان سے تمام وعدہ جو کئے گئے تھے۔ اور تمام ذمہ داریاں جو ان کو دی گئی تھیں۔ چھوٹی ہیں۔ تو ہندوستان میں وہ تیار ہی آسکیں گے۔ کہ جس کے سامنے روس کی تیار ہی اور قدریاً کلک بیچ ہے۔ خود در اوقام آخر انسان ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان میں وہی خیالات اور احساسات پیدا کئے ہیں۔ جو ایک شریفینہ سے شریفینہ انسان کے دل میں پائے جاتے ہیں۔ پس ہم یہ کس طرح مان سکتے ہیں۔ کہ جب ان میں تہڑی سی طاقت اور قابلیت ہی پیدا ہو جاوے گی۔ تو وہ اس وقت تک چین نہیں لیں گے۔ جب تک ان تمام اہمیت ذات اور خصوصیات کو نہ مٹا دینگے۔ جن پر کہ ہندو قوم کو نام نہ ہے۔ اور برہمنوں کو چاروں کی ذہنیت قبول کرنا پڑے گی۔ اس لئے جب تک ہندو قوم اپنی شدھی نہ کرے جس کو ان سوئے ہوئے لیکن بھوکے شیروں کو

تحریک شدھی کے خطرناک ہندو قوم کے لئے

شدھی کی تحریک ایسے لوگوں کی جارہی ہے جو ہزار سال سے نہایت ہی عقلی اور جماعت اور ہر طرح سے ذہنت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان لوگوں کی تعداد میں ہندوستان کے مختلف علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ایسے لوگوں کی تعداد سات گروہ ہے۔ اس سات گروہ کے انھیں اور ذہنت رسیدہ لوگوں میں آریہ سماجی اندھا دھند کو بڑے اور اپنی نادانی سے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ محض بائبل بنانے اور مسلمانوں کے خلاف ان لوگوں کو اکسانے میں کامیاب ہو جاویں گے۔ لیکن اتنے بڑے اہم کام کے لئے جتنی تیار دی اور سامان اور سب سے بڑھ کر جس قسم کی روح کی ضرورت ہے۔ وہ آریہ سماجی لوگوں میں بالکل نہیں پائی جاتی۔ اس سے خطرہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب کہ وہ ہندوؤں کے جذبات ایک دن جوش میں آگئے۔ اور آریہ لوگوں کی طرف سے ایسے لوگوں کے مطالبات کو پورا کرنے کا کوئی انتظام نہ ہوا۔ تو اسکے نتیجے ہندو قوم کیلئے فاعلوں کو ہندوستان کے تمام طور پر نہایت ہی مضر ہو سکتے ہیں۔ ایک اتنی بڑی قوم اور طاقت کو جس کے اکثر لوگ جاہل اور نادان اور اپنی ذہنت کے احساس کے نیچے جوش میں ہوں۔ ان کو اپنی جگہ سے ہٹا دینا اور حرکت دے دینا قابل اس کے کہ آریہ سماجی لوگوں کے پاس اس کے کافی سامان ہو۔ نہایت ہی نادانی پر مبنی ہے۔ آریہ لوگوں کے پاس کبھی قوم کا بھی سامان ان لوگوں کے جذبات کو تسلی دینے اور مطالبات کو پورا کرنے کے لئے نہیں۔ اور محض نادانی سے ایک خفگ بارود کے بہت بڑے ذخیرہ کو آگ لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ان لوگوں کو دینی جگہ سے ہٹانا اور ترقی کی طرف لے جانا ہندو مذہب کا رسم و رواج کے خلاف ہے۔ ہندو قوم کی تاریخ کے خلاف ہے۔ ہندو مذہب کے تمدن اور خود ہندو مذہب کے خلاف ہے۔ اس لئے آریہ لوگ اس بات کو بہت جلدی محسوس کر لینگے۔ کہ انہوں نے سوتے ہوئے سیاہ دیو کو جگا کر اپنے لئے اور اپنی جاتی کے لئے ایک ایسی مصیبت پیدا کر لی ہے۔ کہ جس کی مثال ہندوستان کی تاریخ میں پہلے کبھی نہیں پائی گئی۔ پچھلے زمانوں کی تاریخیں بتاتی ہیں کہ اس قسم کے غلطیوں کو ہزاروں سال کے دیے ہوئے لوگوں کو اٹھانا بہت بڑی عقلمندی اور بہت بڑے مسلمان اور بہت بڑے دل و گروہ کا کام ہے۔ اور اگر ایسا دیکھا جائے۔ تو ایسے لوگوں میں جب انتہا پیدا ہوتا ہے۔ تو یہ انتظام کے جوش میں پہلے پہلے ایسے ہی لوگوں پر ہاتھ اٹھاتے ہیں جو بڑے خود ان کی امداد کر رہے ہوتے ہیں۔ عوام اور ہمدرد کے اس قسم کے فدر اور بغاوتوں سے صفحات تاریخ بھرے پڑے ہیں۔ لیکن ہمارے لئے کچھ دور جانے کی ضرورت نہیں۔ روس کا عجیب و غریب سانچہ جو کہ ہمارے زمانہ میں رونق پوا ہے۔

مرد کے لئے ایک قدم اٹھائیں گے۔ تو وہ آپ کی مدد کے لئے دو قدم اٹھائیں گے۔ اور آپ کے دل کو آخر کار اسی توجہ بیان سے بھردیگا جس سے کہ اس نے سماج کے دنوں کو بھردیا تھا۔ وہ فرماتا ہے۔ واللذین جہادوا فینا انھم۔ ما یتھم۔ سیدلند بولگ۔ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم انہیں اپنے خاص راستوں پر چلا کر اپنے حضور میں لے آتے ہیں۔ پس یقین جاسے کہ اس قدر کوشش کرنے کے لئے آپ کی ہدایت کا قدر اور نیا ہے۔ اور وہ یہاں ہے۔ کہ اپنی پرانی دوستی کو آپ سے بچو تازہ کرے۔ اور اپنے قریب کی راہیں آپ کے لئے پھر کھولے۔ جیسا اٹھو اور خدمت اسلام کے لئے استاد ہو جاؤ۔ اور اپنی اپنی جگہ پر ہندوستان اسلام کے علمی مقابلہ کی تیاری کرتی شروں کا کرد۔

میں یہ بھی اعلان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالت کو مد نظر رکھ کر میں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جہاں کہیں بھی آریہوں کے مقابلہ کی ضرورت ہو۔ یا اسلام کی تائید میں لیکر ملنے کی ضرورت ہو۔ وہاں جلد سے جلد مسلح بھیجے جائیں۔ پس تمام ہندوستان اسلام کو میں مسلح کرتا ہوں۔ کہ جہاں کہیں بھی درجہ مذہب کی طرف سے اسلام کے خلاف نہ ہر اٹھا جاتا ہو یا جہاں کہیں بھی اسلام کی تعلیم سے واقف کر کے مسلمانوں کو دوسرے مذہب کی حقیقت پر آگاہ کرنا منظور ہو۔ وہاں جلد سے انتظام کر کے صیغہ ترقی اسلام قادیان کو اطلاع دیں۔ انشاء اللہ فوراً متعلق بھیجے جائیں گے۔

جن ہمدون اسلام کے دل میں اسلام کی خدمت کا شوق ہو۔ اور وہ نہ جانتے ہوں۔ کہ کس طرح اپنے گھر پر ہر کار اور اپنے کام میں مشغول رہ کر وہ خدمت اسلام میں حصہ لے سکتے ہیں۔ ان کے لئے میں نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ آپ اسلام کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔ اس ایک چارہ پیسے کے ذرا معمول ڈاک دہ پیسے کے ٹکٹ بھیج کر صیغہ ترقی اسلام سے یہ رسالہ مفت طلب کریں۔ اگر کوئی صاحب دو پیسے ڈاک کے لئے بھی خرچ نہ کرنا چاہیں۔ یا ان میں اس قدر بھی توفیق نہ ہو۔ تو ان کا خط ملنے پر انہیں رسالہ مفت اپنے پاس سے ٹکٹ لگا کر بھیجا جاوے گا۔ یہ اعلان کر کے میں خدا تعالیٰ کے سامنے بری الذمہ ہوں۔ اگر اب ہی مسلمان نہ جاگے۔ تو میں اسکے حضور عرض کر دینگا کہ اے خدا جو کچھ تم سے ہو سکتا تھا۔ تم نے کیا۔ مگر یہ تیرے بندے میدانہ ہجرت انہوں دولت اسلام کو اپنی انکھوں لگا کر ہٹا دیا۔ اور حرکت نہ کی۔ خدا و رسول کی ہتک ہوتی ہوئی اپنے کانوں سے مٹی۔ لیکن ان کے دلوں میں غیرت نہ پیدا ہوئی۔ لیکن مجھے یقین ہے۔ کہ اسلام کی آواز یہ جواب نہ جائے گی۔ بلکہ اسلام سے محبت رکھنے والے چاروں طرف سے ٹیک کتے ہوئے آئیں گے۔ اور دیوانہ دار اس کے جہنم سے گریح ہو جائیں گے۔ تب خدا کی نصرت نازل ہوگی۔ اور اس کی محبت جوش میں آئے گی۔ تاہیک باطل صیٹ جائیں گے۔ اور اس کے نفس کی شامیں دنیا کی تاریکی کو مٹادیں گی۔ واخسر

دعوتنا ان الحمد للہ رب العالمین
حاکم۔ مزاہد احمد امام جماعت احمدیہ قادیان صلح گوردہ پورہ۔ پنجاب
۵ مئی ۱۹۲۴ء

بہائیوں میں فرقے اور فرقہ بندی

بہائی انجمن کو کب بند کا دعویٰ ہے۔ کہ باہاؤ کوئی فرقہ نہیں۔ امر بہائی فرقہ بندی کو متروک دیکھ کر آیا ہے۔ تمام بہاؤیہ فرقہ بندیوں سے آزاد ہیں۔

یہ تین دعویے ہیں۔ بولیم مئی ۱۹۲۲ء کے پرچم میں لکھنے کے ہیں۔ اور اس سے پیشتر بھی کئی مرتبہ وہ اس امر کا اظہار کر چکا ہے۔ لیکن یہ تینوں دعویے غلط ہیں۔ کیونکہ مرزا علی محمد صاحب جو میرزا حسین علی صاحب بہاء اللہ اور بہائیوں کے نزدیک قائم آل محمد (شیعوں کے ہندی منتظر) تھے۔ انہوں نے اپنے کتاب البیان فارسی میں بتایا ہے۔ کہ مسلمانوں کی تمام جماعتوں میں سے صرف شیعہ فرقہ اور ان میں سے بھی صرف وہ اثنا عشریہ شیعہ جو ایران کے پانچ صوبوں فارس، عراق، آذربائیجان، خراسان، مازندران میں رہتے تھے۔ میرے دعویٰ کرنے سے پہلے ہی پر تھے۔ چنانچہ البیان (واحد ۱۸) باب ۱۱ میں لکھتے ہیں:

شیعہ نسبت کہ جو ہر ایمان منحصر بود با اثنا عشریہ و قطع اسلام نہیں پنج قطع ظاہر است کہ ہاں آل خود را اثنا عشریہ می گویند (صفحہ ۷۷)۔

یعنی شیعہ نہیں ہے۔ کہ میرے ظہور سے پہلے حقیقت ایمان صرف اثنا عشریہ بنی مخصر تھی۔ اور پانچ صوبے فارس، عراق، آذربائیجان، خراسان، مازندران، اسلامی قطع تھے۔ جن کے رہنے والے اثنا عشریہ کہلاتے ہیں۔

علی محمد صاحب باب کے اس بیان سے ثابت ہے۔ کہ ان کے نزدیک اہل سنت و الجماعت کے تمام فرقے باطل پر تھے۔ جس کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ علی محمد صاحب باب کے نزدیک صرف آئمہ اہل بیت اور ان کے جانب دار نجات یافتہ ہیں۔ اور حضرت ابو بکر و امیر حضرت عمر و امیر دیگر تمام صحابہ و امیر کرام جو علی محمد صاحب باب کے شیعہ خیالات کے ماتحت آئمہ اہل بیت کے جانب دار نہ تھے۔ وہ روزی اور جہنمی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی کتاب البیان میں جا بجا آئمہ اہل بیت کو حروف اثبات اور حضرت ابو بکر و امیر دیگر صحابہ کو حروف نفی سے تعبیر کیا ہے۔ اور پھر حروف اثبات اور ان کے اتباع کو جنتی اور حروف نفی اور ان کی اتباع کو ناری قرار دیا ہے۔ جیسا کہ بیان واحد ۱۲) باب ۱۱ میں لکھا ہے۔

اگر مرد کے نظر در برد شجرہ قرآن کند۔ یقین مشاہدہ میکند۔ کہ پنج حروف نفی چگونہ در تحت اللہ ہی مضمحل شدہ کہ اولی، وثانی، ثالث، و رابع و خامس باشد و پنج حروف نے کہ دالت بر اثبات می کند۔ چگونہ در اعلیٰ علیین مرتفع شدہ کہ محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین باشد۔ چنانچہ

دون حروف علیین راجع باین کلمہ می شود کل حروف علیین ہم راجع بکلمہ اثبات می شود خداوند عالم۔ نفی را خلق فرمودہ و حکم کردہ از برائے او بنا و اثبات را خلق فرمودہ و حکم فرمودہ از برائے او بختت (صفحہ ۳)

یعنی اگر آج کوئی شخص اسلام کے ابتدائی زمانہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے۔ تو وہ یقیناً مشاہدہ کر سکتا ہے۔ کہ جو پانچ حروف نفی را ابو بکر، عمر، عثمان، معاویہ، یزید، ہیں۔ وہ کس خستہ حالت میں سب سے نیچے درج ہیں ہیں۔ اور جو پانچ حروف اثبات را محمد، علی، فاطمہ، حسن، حسین، ہیں۔ وہ کن اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب پر پہنچے ہوئے ہیں۔ اعلیٰ مراتب دونوں کے سوا خستہ ہیں۔ وہ سب کلمہ نفی کی طرف راجع ہیں۔ اور اعلیٰ مراتب والے جنت میں۔ وہ سب کلمہ اثبات کی طرف راجع ہیں۔ خداوند عالم نے نفی کو پیدا کر کے اس کے لئے نار و دوزخ کا حکم دیا ہے اور اثبات کو پیدا کر کے اس کے لئے جنت کا حکم دیا ہے۔

اسی مثال کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حاجی مرزا جانی کاشانی اپنی کتاب نقطہ الکاف میں لکھتا ہے:-

یہ روزے رسول خدا با شاہ ولایت طہوت فرمودہ و خبر از امور آئینہ میدادند کہ اسے علی جبرئیل امین مرا خبر دادند۔ کہ بعد از حروف اولی از حروف نفی غصب خلافت نماید۔ و حروف دوم نصرت اور از فریاد، نقطہ الکاف (صفحہ ۴۳)

کہ ایک روز رسول خدا صلعم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا جو کہ آپ ان کو علیہ دینی آئینہ پیش آنے والی باتوں کی خبر دے رہے تھے۔ کہ اسے علی اور محمد کو جبرئیل امین نے خبر دی ہے۔ کہ میرے بعد حروف نفی میں سے جو حرف اول را ابو بکر ہے وہ خلافت کو غصب کریگا۔ اور حروف نفی میں سے حروف دوم (عمر، عثمان، یزید) اسکی مدد کرے گا۔ پھر لکھا ہے:-

”ہذا بعد از غروب شمس نبوت حرف اولی ادعا نموده و چونکہ اصل نقطہ شجرہ نفی بود ہذا حکم کل نفی یوجع الی اصلہ و الخبیثات مع الخبیثات کہیں۔ شہوات نفی اول اوج گردیدہ دونی امر اور حرف ثانی شدہ“ (صفحہ ۴۳)

کہ اس خبر کے مطابق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ آنحضرت صلعم کے وفات فرماتے پہلے حرف اول را ابو بکر نے خلافت کا اذکار دیا۔ اور چونکہ درخت نفی کا اصل جو بھی ہے۔ اس لئے اس مشہور مثل کے مطابق کہ ہر چیز اپنے اصل کی طرف ٹوٹی ہے۔ اور نسبت خبیث کی طرف مائل ہوتی ہے۔ دوسرے تمام وہ لوگ بھی جن کی مشیت اور طبیعت میں نفی کا مادہ تھا۔ ابو بکر حروف اول نفی کے اور اگر جمع ہو گئے اور حروف ثانی (عمر، عثمان، یزید) اس کا معین ہو مددگار بن گیا۔ پھر اس شعر کا ذکر کر کے

570

ناریاں مرزا یاریاں را طالب اند
نوریوں مر نوریاں را جاذب اند
صفحہ ۷۵ میں لکھا ہے:-

مراد از دوزخ و شجرہ غیبیہ نقطہ نفی است۔ کہ خدا اثبات میں باشد۔ . . . نقطہ نار قوت گرفتہ دیکھل رسول آیدہ و پانچ ظلم و ظلمیان بر منبر عدل و داد حضرت رسول ماسکی گزارہ گا

کہ دوزخ اور شجرہ غیبیہ سے مراد مرکز نفی ہے۔ جو اثبات کی ضد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نقطہ نار سنہ طاقت پاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر عدل و انصاف پر اپنے ظلم اور اور سرکشی کے پاؤں رکھے۔

پھر لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب کچھ فرمایا۔ تو حرف ثانی نفی (عمر) نے روک دیا۔ اور کہا کہ ہمارے لئے حرف ثالث نفی یعنی عثمان کا مصحف کافی ہے (صفحہ ۷۵)

مرزا علی محمد صاحب کی کتاب بیان اور حاجی میرزا جانی کاشانی ہائی کی کتاب نقطہ الکاف کے یہ حواہج اس امر کا ثبوت ہیں۔ کہ بہائیوں کے نزدیک شیعہ اثنا عشریہ کے سوا اہل سنت و الجماعت کے تمام فرقے ابتدا سے ہی باطل پر ہیں۔ اور ان کی نجات نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ حروف نفی را ابو بکر، عثمان اور دیگر صحابہ کے تابع ہیں جو ناری ہیں۔ اور جو انجام ان حروف کا ہے۔ وہی ان کے متبعین کا ہے۔

بہائی فرقہ میں فرقہ بندی کی یہ ایسا بنیاد ہے جو بہائی فرقہ کے بنیادی مہدی علی محمد صاحب بنیاد میں رکھی ہے۔

فرقہ بندی کی دوسری بنیاد جو بہائیوں میں خطرناک طور پر پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ علی محمد صاحب باب جو اپنے آپ کو نقطہ اولی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ وہ اپنے سب شکروں کو خواہ اثنا عشریہ ہیں۔ خواہ اہل سنت و الجماعت ہیں خواہ کوئی اور کسماں طور پر حروف نفی تراویک ناری بیان کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں:-

من ترویتون یہا نفی بنی علی فی اللہ
و اسی نار ابو بکر کہ من ترویتون یہا
و من یؤمن یہا بنی علی فی اللہ
و اسی جنتی علی علی بنی علی

(بیان واحد ۱۰) باب ۱۱

جو شخص اس نقطہ اولی پر ایمان نہیں لایا وہ نفی ہے۔ جو نار میں داخل ہوگی۔ اور کوئی نار ایسے شخص سے دور ہے۔ جو نقطہ اولی پر ایمان نہیں لایا۔ اور جو شخص اس نقطہ اولی پر ایمان لے آیا وہ اثبات میں داخل ہوگا۔ اور ایسے شخص سے کوئی جنت بڑھ کر ہے۔ جو اس نقطہ اولی پر ایمان لے آیا۔ پھر بیان فارسی

صفحہ ۵۶ واحد ۱۲) باب ۱۱ میں لکھا ہے:-

یہ صحیح نعت نیست کہ مومن بر بیان نباشد الا و انکہ قلم طاقت ندارد آنچه بر او میرسد از لغت الہی عزوجل
جو شخص عقلی محمد باب کی کتاب بیان پر ایمان نہیں لانا۔ قلم میں قدرت نہیں ہے۔ کہ اس کی سزا کا بیان کر سکے۔ اور صفحہ ۵ میں لکھا ہے:

و تو سیکہ از اول ظهور این امر بدوں ایمان بر بیان قبض روح شدہ را کجا از جنت برایشال نمی دزد

علی محمد صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ جو لوگ۔ بانی مذہب کے ظاہر ہونے کے بعد میری کتاب بیان پر ایمان لانے کے بغیر مر گئے ہیں۔ ان پر جنت کی ہوا نہ چلے گی۔ اور میان فارسی صفحہ ۵۸۱۵۴ میں مومنین قرآن کا ذکر کر کے علی محمد باب لکھتے ہیں:۔
و یہ وقتے است کہ یکے از نفوس آن مومن بر بیان نشود۔ داخل درنائی شود۔ و از جنت خارج می شود

میرے ظہور کے بعد کا وقت ایسا ہے۔ کہ اگر قرآن مجید کے ماننے والوں کوئی شخص میری کتاب بیان کا مومن نہیں ہے۔ تو وہ جنت سے نکال کر نار و زرخ میں داخل کیا جاتا ہے۔
پھر لکھا ہے:۔

مَنْ آمَنَ بِمَا نَزَّلْنَا فِي كِتَابِنَا فَكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَلَا يُجْرِمُ عَلَيْهِ حُكْمُ آيَاتِنَا إِنَّمَا يُجْرِمُ مَن كَفَرَ بَعْدَ مَا عَلِمَ أَنَّ آيَاتِنَا سَوَاءٌ كَانَ عَدُوًّا أَوْ صَدِيقًا أَوْ مَوْلًى كَانَتْ آيَاتِنَا

دیان صفحہ ۶۸ اور صفحہ ۱۱۱ باب ۱
جو شخص کتاب بیان کے حدود سے تجاوز کرے گا۔ اس پر ایمان کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ وہ عالم ہے۔ خواہ بادشاہ اور خواہ بندہ اور غلام +

میرزا علی محمد صاحب کی کتاب بیان کے ان حوالہ جات سے ظاہر ہے۔ کہ جو لوگ عقلی محمد صاحب یا ان کی کتاب بیان پر ایمان نہیں لائے خواہ شیوہ میں یا سنی خواہ مسلمان ہیں یا غیر مسلمان ان کے بے ایمان اور دوزخی ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور کوکب کا یہ کہنا کہ ہمایوں میں زتہ بندی نہیں سراسر تقیہ کے پردہ میں اپنے عقائد کا چھپانا ہے۔

کون صاحب ہیں

ام الدین صاحب ساکن شیرپور کون صاحب ہیں جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور کوٹ راولپنڈی میں بنا دی کی کان کر نیکی سے کہاں کے احمدی صاحب کے نام سفارش چاہی ہے۔ چوکہ انہوں نے اپنا پتہ مکمل نہیں لکھا۔ اس لئے بذریعہ اخبار مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ میاں عزیز الدین صاحب احمدی سکریٹری انجمن صحافیہ قادیان ضلع لاہور سے ہیں۔ وہ ان کو مناسب مشورہ دینگے۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

اشتہار ذریعہ آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی رو بیکار با جہاں جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج بہادر درجہ چہارم ترنتارن مقدمہ دیوانی عدالت ۱۲۱۵

سردار جہان سنگھ ولد سردار پیر سنگھ ذیلدار قوم جبہ ساکن جامہ رائے تحصیل ترنتارن۔ مدعی :-

سوپن سنگھ ولد سردار سنگھ قوم ترکھان ساکن لوہار۔ تحصیل ترنتارن۔ مدعا علیہ :-

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں سوپن سنگھ ولد سردار سنگھ قوم ترکھان مذکور تحصیل من سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام سوپن سنگھ مذکور ذریعہ آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر سوپن سنگھ مذکور بتاریخ ۱۲۱۵ بمقام ترنتارن حاضر عدالت ہذا ہو کر پیردی مقدمہ اصالاً یا وکالتاً نہیں کرے گا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی :-

آج بتاریخ ۱۲۱۵ کو بدستخط میرے اور ہر عدالت کے جاری ہوا :- ہر عدالت دستخط حاکم

اشتہار ذریعہ آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی رو بیکار با جہاں جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج بہادر درجہ چہارم ترنتارن مقدمہ دیوانی عدالت ۱۲۱۵

امرنا تھہ ولد کرتار و مل ذات کھتری ساکن جلال آباد۔ تحصیل ترنتارن۔ مدعی :-

پچھن ولد نخطا قوم خاکر و بساکن گڑیوال تحصیل ترنتارن مدعا علیہ :-

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں پچھن ولد نخطا قوم خاکر و مذکور تحصیل من سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام پچھن مدعا علیہ مذکور ذریعہ آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر پچھن مذکور بتاریخ ۱۲۱۵ بمقام ترنتارن حاضر عدالت ہذا ہو کر پیردی مقدمہ اصالاً یا وکالتاً نہیں کرے گا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی :-

آج بتاریخ ۱۲۱۵ کو بدستخط میرے اور ہر عدالت کے جاری ہوا :- ہر عدالت دستخط حاکم

کریاں

ایک صوفی دو آرام کریاں گدیدار نہایت طاقتور سپرنگ مکمل سٹ پوشش سبز کپڑا قیمت ۹۵ بیسہ کلاختہ قیمت ۸۰۔ کرایہ ریل و سیکنگ پدمہ کارخانہ۔ بہرست دیگر فرنیچر طلب کرنے پر مفت فرسٹ :- اس کارخانہ نے ہر قوم کے غربا کے دکھ کو لے لے مکمل کام ترکھانہ تین سال میں کھلانے کیلئے کھولا ہوا ہے۔ غربا کو خوراک بھی دی جاتی ہے۔ اور ہر وقت لڑکے داخل ہو سکتے ہیں :-

المستحق

پروپرائٹر امپریسل چٹیز اینڈ فرنیچر فیکٹری کرنا پور

ضلع جالندھر۔ پنجاب

فرو۔ مکانات و کانات سٹور احمدیہ قادیان صدر داران کے سخت مطالبات و پیچھے خود کو پورڈ آف ڈاکٹر سٹور نے دیکھ کر مناسب سمجھا ہے۔ کہ بعض مکانات اور دکانات سٹور احمدیہ قادیان کو جو عمارت سٹور کا بیرونی حصہ ہے ذمت کر دیوے۔ اس غرض کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جس جس صاحبان کو کسی دوکان یا مکان کے ایسے عمدہ موقع پر خرید کرنے کی ضرورت ہو۔ وہ بواسطت پینچ سٹور ناظر صاحب تجارت کی خدمت میں درخواستیں بھیج دیں۔ اور قیمت کا فیصلہ کر لیں۔ بعد دوران کو ترجیح دیاوے گی۔ حسب طلب عمارت سٹور کا نقشہ بھیجا جائیگا :-
المستحق :- پینچ سٹور احمدیہ قادیان پنجاب

سارے پانچ آنہ کے ٹکٹ بھیجتے

تاکہ آپ کو دس نہایت مدلل اور مفید ٹکٹوں کا بنا بنایا سلاسلایا مجموعہ رجم ۸۰ صفحے بھیجا جائے۔ جو کہ آریہ سماج کی ترمیم کیلئے بہترین ہے۔ اس میں دیدوں کے ایسے ایسے سربستہ اندرونی دار ظاہر کئے گئے ہیں۔ کہ باڈو شاید ملنے کا پتہ چلے
بک ڈپوٹائیٹ و شاعت قادیان

ممالک غیر کی خبریں

برطانیہ اور روس کے تعلقات کا اقطاع

دہلی ۲۵ مئی۔ آج دارالحکومت میں سٹریٹ لائٹس اور دیگر امور کے متعلق ہونے والے جلسوں میں شہادت پر بھیجی۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ بیک وقت سوویت باؤس میں پہنچا گیا تھا۔ جہاں پر اس کی کسی تصدیق بھی نہیں۔ اس اطلاع کے موصول ہونے پر محشر شہ سے تلامی کا وارنٹ جاری کرنے کی درخواست کی گئی۔ وزیر اعظم نے تلامی کا عالی بیان کرتے ہوئے کہا کہ پولیس پر بھی فوٹو کے کوہ اور علامات مخصوصہ کے کوہ کے کوہ میں بھی جس کی نسبت علم ہو چکا تھا کہ وہ جاسوسوں کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے۔ سوویت کی سرگرمیوں کا پیمانہ ایک اور کاغذ سے بھی پتہ چلتا ہے۔ یہ ایک خط تھا۔ جس پر ۲ نومبر کی تاریخ ثبت تھی۔ اس میں ہدایت کی گئی تھی کہ اس کو کئی کے چہرے پر ایسے اشخاص ملانے رکھے جائیں جو برطانیہ ملاوٹ کے درمیان اضطراب پھیلاتے رہیں۔ اس پر اس کے لئے خاص طور پر عیشیوں۔ ہندوؤں اور دیگر مظلوم قوموں کے باشندوں کو رکھا گیا ہے۔ اس کام کے ابتدائی نتائج تو اس پرتال سے ظاہر ہو گئے۔ جو ملاوٹوں نے کی تھی۔ تلامی کے وقت بعض کاغذات کو نذر آتش کرنا ہوا یا گیا۔ جو ایک ڈاک کے قبیلے سے نکالے گئے تھے۔ اس قبیلے تک پہنچنے کے لئے پولیس کی مزاحمت کی گئی۔ کھٹش کے دوران میں اس کے ہاتھ سے ایک کاغذ گر پڑا۔ اس کاغذ پر وہ خفیہ پتہ درج تھے۔ جو امریکہ کیسکو۔ مغربی امریکہ کینیڈا۔ آسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ اور جنوبی افریقہ کی اشتراکی انجمنوں کو کاغذات بھیجنے کے کام آتے تھے۔ ان کاغذات سے ظاہر ہو گیا کہ ایک ذریعہ دست خفیہ نظام روس کے مصلحتوں کو دیگر مقامات تک پہنچانے کے لئے کام کر رہا ہے۔ اور یہ امر پائیدار ہو کر چل گیا۔ کہ جاسوسی اور اشاعت کا کام سوویت باؤس ہی کی دست سے انجام پا رہا ہے۔ یہ باتیں بھی نہیں کہ محض اشارات یا کتابت سے ملے کرئی جائیں۔ تجارتی معاہدہ میں یہ شرط جو ہے۔ کہ دونوں حکومتیں ایک دوسری کے خلاف معاہدہ سرگرمیوں سے محترز رہیں گی۔ اور اپنی حدود سے باہر سرکاری طور پر کسی قسم کا پروپیگنڈا نہ کریں گی۔ بلکہ عظیم کی حکومت اس سے قبل روس کو تو یہ دلائل تھے۔ کہ چین میں اس کے کارندے ان شرائط کی پابندی نہیں کرتے جس کے جواب میں روسی سفیر نے لکھا تھا۔ کہ سوویتوں کو روس کا سرکار کا ملازم نہیں۔ لیکن حکومت برطانیہ کے پاس روس کے دفتر خارجہ کا ایک برقی پیغام موجود ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ جب تک کہ چین میں روسی سفیر نہیں ہوتا۔ کارندے کو روسیوں کو براہ راست ہدایت بھیجی جائے گی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ روسیوں

بورڈوں کے متعلق روسی سفیر کا انکار محض حکومت برطانیہ کو مخاطب میں ڈالنے کے لئے تھا۔ اور فی الواقع وہ سوویت حکومت کی طرف سے چین میں کام کر رہا تھا۔ اخیر میں سٹریٹ لائٹس نے کہا۔ بلکہ محکم کی حکومت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اگر پارلیمنٹ کے ایوان نے اس فیصلہ سے مخالفت نہ کی۔ تو روس و انگلستان کے تجارتی معاہدہ کو ختم کر دیا جائیگا۔ اور مطالبہ کیا جائے گا۔ کہ تجارتی اور سیاسی دفتروں کو لندن سے واپس بلا لیا جائے۔ تاکہ سویتوں کو بھی ملایا جائے گا۔ اور اس امر کے باوجود حکومت دونوں ممالک کی تجارت کو بحال رکھنے کے لئے سہولتیں مہیا کرنے سے دریغ نہ کرے گی۔

۲۳ مئی۔ روسیوں کو یان وزیر تجارت عامر نے لندن کے روسی تجارتی نمائندوں کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ برطانیہ کا رخاؤں میں مزید فراہم ہونے سے محترز رہیں۔

۲۳ مئی۔ لندن۔ لندن پریس اور لندن پریس پر وزارت کے جنرل نے انگلستان سے ہندوستان تک ایک ہی پرواز میں پہنچنے کا تہیہ کیا تھا۔ تیس گھنٹہ کی مسافر پرواز کے بعد طبع فارسی میں اترنے پر مجبور ہوئے۔ ایک آبی ہزار نے انہیں اٹھا لیا۔

۲۲ مئی۔ کپتان نڈر برگ سے حیرت انگیز طور کے باعث اصرار ہوا کہ ہمارا کہا جاتا ہے۔ نیویارک سے پرواز کر کے راستہ میں اترنے کے بغیر چالیس گھنٹہ کی مسافر پرواز کے بعد پیرس پہنچ گیا۔ دنیا بھر میں اس کا زمانہ کو بوش و خوش اور استعجاب کی نگاہوں سے دیکھا گیا ہے۔ ہر ملک مبارکباد کے برقی پیغام آرہے ہیں۔ صدر جمہوریہ فرانس نے ایک اعزازی نشان دیا ہے۔ وزیر پرواز برطانیہ اور سائینس اور سولٹی نے بھی مبارک باد کے تاریخ بھیجے ہیں۔ نیویارک اور پیرس میں لوگوں کے ہجوم دیوانہ وار اس کامیابی پر خوشیاں منا رہے ہیں۔

لندن ۲۲ مئی۔ ہالکو کا ایک پیغام منظر ہے۔ چینی باشندوں کی افواج کا یہ بھی دعوے ہے۔ کہ انہوں نے مخالف یعنی افواج یعنی شمالی افواج کے ۸ ہزار سے زیادہ آدمی قتل کر دیئے ہیں۔ اور ہزاروں کے قریب گرفتار کر لئے ہیں۔

لندن ۲۳ مئی۔ مسٹری۔ جے پیٹل صدر مسلمی آئری لینڈ سے واپس آگئے ہیں۔ شمالی آئری لینڈ میں آپ کا شاندار استقبال کیا گیا۔ بقاٹ میں ہندوستانوں کی طرف سے آپ کو دعوت دی گئی۔

آج سے ۱۳ سال پہلے انگلستان کے شمالی علاقہ کا ایک لڑکا ایک فٹ لٹا ہوا ہوا گیا۔ ۱۳ سال اس سے کچھ بھی نظر نہ آیا۔ چہرہ ہونے کے لئے ایک آنکھ نور خود کھل گئی۔ اور پھر سے سب کچھ نظر آنے لگا گیا۔

دنکاشیر۔ ۱۸ مئی۔ نماز و زراعت بینہ قوم کی قدیم روایت کے مطابق آج ہیکل میں نین سولہ کیول کی شادی کی رسم ایک وقت میں ادا کی گئی۔ ہندو ہزار آدمی اس تقریب پر جمع تھے۔

پیرس ۲۵ مئی۔ برطانیہ روس کے متعلق برطانوی اخبار ایک ایسے اور فرانس کے اخبارات میں اختلاف ہے۔ اخبار اکوٹا کی پیرس نے لکھا ہے کہ روس کے متعلق بھی ہم ای طرح عمل پر کار بند رہنا چاہتے ہیں۔ جو ہم نے ترکی اور چین کے معاملات میں اختیار کیا ہے۔

ہندوستان کی خبریں

۲۳ مئی۔ آج عداوت میں پٹنہ کالی چرن شرناگر کے مرنے کا فیصلہ سنا گیا۔ اس کے لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لگہ نے دفعہ ۱۵۳ الف تعزیمات ہند کے تحت فرقہ دار منافرت پھیلانے کے الزام میں ایک سال قید باسقت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا تجویز کی تھی۔ پٹنہ کالی چرن نے ڈپٹی جیون کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی جس میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کلمات استعمال کئے گئے تھے۔ اور حکومت نے اس کتاب کو ضبط کر لیا تھا۔ سب سب جسٹس دلال نے الزام کو مجرم قرار دیتے ہوئے سزائے قید کو دو ماہ کر دیا۔ اور جرمانہ کی رقم کو بحال رکھا۔ ملام دوہا جیل میں رہ چکا ہے۔ ہندو اب وہ فی الفور رہا کر دیا جائیگا۔

لاہور ۲۵ مئی۔ کشر صاحب لاہور ڈویژن کی تجویز کے مطابق لاہور کے سرکردہ ہندوؤں مسلمانوں اور سکھوں کی ایک مجلس فسادات لاہور کے متعلق ریاض کیٹی قائم کرنے کی عرض سے کشر صاحب کے دفتر میں منعقد ہوئی کشر صاحب اس کا نوٹس کے صدر تھے۔ ایک کمیٹی بنائی گئی۔ اس جگہ چار ہزار روپیہ پانچ سو روپیہ جمع کئے گئے۔

انجمن اسلامیہ کلاٹ کا ایک جلسہ مورخہ ۲۱ مئی منعقد ہوا۔ اور مذکورہ ذیل قرار دوایں با اتفاق رائے پاس ہوئے اور انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کا یہ جلسہ لاہور کے ہفتے اور بے خبر مسلمانوں پر جبکہ مسجد سے مذہبی ذبیحہ نماز ادا کر کے گھروں کو جا رہے تھے۔ سکھوں نے کپڑوں سے بو بڑا ملا کر کیا۔ اس پر دلی رنج کا اظہار کرتا ہے۔ اور شہداء کے لئے دعا حضرت کرتا ہوا ان کے پہاڑوں سے مہر دی ظاہر کرتا ہے۔ محکم پیر انعام اللہ احمدی۔ مؤید شیخ صاحب برقاہد سیر سٹریٹ لا۔ ۱۲) یہ جلسہ حکومت سے بڑھ کر مطالبہ کرتا ہے۔ کو قیام امن کو برقرار رکھنے اور آئینہ خداداد سبب کرنے کیلئے فوراً مسلمانان پنجاب کو بھی تلوار سے مسلح ہونے کی اجازت دی جاوے۔ محکم پیر جہادی بھٹہ احمدی احمدی مؤید شیخ ظہور الہی وکیل۔

لاہور ۲۲ مئی۔ معاصر سیاست راوی ہے کہ اس وقت تک خداداد گزشتہ کے سلسلہ میں ۱۲ مسلمان گرفتار کئے جا چکے ہیں۔

دہلی ۲۴ مئی۔ رگاب گچھ نور دروہ کے لانگنی انہال سنگھ کو قین نہ لپی کرمان رکھنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ مسٹر ججسٹریٹ نے اسے ضمانت پر رہا کر دیا۔

لاہور ۲۵ مئی۔ آج مسٹر کیو سیش مجسٹریٹ کی عداوت و فتنہ اور شش میں ہوئی کالی بل کے مقدمہ قتل کی سماعت پھر شروع ہوئی۔ اس مقدمہ میں پٹنہ صرف آٹھ ملزمان تھے۔ آج دوسرے ملزمان کے خلاف بھی مقدمہ کی سماعت پٹنہ ملزمان کے ساتھ ہی شروع کر دی گئی ہے۔ سردار انہال سنگھ دیکھ صفائی نے اس پر دست پڑھا اور عرض کیا۔ لیکن عداوت نے اس عرض کو نہ دیکھا۔ دہلی ۲۵ مئی۔ پوسٹل ٹام کو صدر بازار میں ایک بلوں کے سوراگ ایک ملام پھر تروپ کے ذکا ایک کاغذ میں لپیٹے ہوئے ہے جا رہا تھا۔ کہ

۱۲ مئی ۱۹۲۴ء کو لاہور میں ایک مسلمان نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا۔